علمِ دین اور آج کا چیلنج

جامعہ خیر المدارس ملتان میں افتتاح بخاری شریف سے خطاب کی تلخیص

حضرت مولانا قاری محمد حنیف جالندھری
ناظم اعلیٰ وفاق المدارس العربیہ پاکستان

ایک دانا کا قول ہے کہ اللہ کی نعمتوں میں سے سب سے بڑی نعمت ''عقل کی نعمت'' ہے اور کمالات میں سب سے بڑا کمال ''علم کا کمال'' ہے، یعنی ''عقل'' سے بڑی نعمت کوئی نہیں اور ''علم'' سے بڑا کمال کوئی نہیں۔ آپ ''منتخب'' اور چنے ہوئے لوگ ہیں۔ علمِ دین کی فضیلت بیان کرنے کے دو مقصد ہوتے ہیں: ایک مقصد یہ ہوتا ہے کہ آپ حضرات میں کسی قسم کی کمتری کا احساس پیدا، نہ ہو بلکہ آپ اس عظیم نعمت کے حصول کے انتخاب پر اللہ کا شکر ادا کریں۔ دوسرا مقصد یہ ہوتا ہے کہ آپ کو اس طرف متوجہ کیا جائے کہ یہ جو آپ علم کے فضائل سن رہے ہیں یہ اس وقت ہی حاصل ہوں گے جب آپ کو اس علم کے حاصل کرنے کا شوق و ذوق پیدا ہو، اور یہ دھیان رہے کہ یہ مقام و مرتبہ مجھے تب ملے گا جب محنت و اخلاص کے ساتھ اس کو حاصل کرنے کی کوشش و محنت کروں گا، صرف داخلہ لینے اور طالب علم کہلانے سے یہ فضیلتیں نہیں ملیں گی۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو جو اشرف المخلوقات بنایا ہے یہ درحقیقت دولتِ علم کی بناء پر ہی ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام ''مسجودِ ملائکہ'' اسی علم کی بنا پر ہی بنے ہیں۔ قرآنِ کریم میں اللہ تعالیٰ نے علم کی نسبت اپنی طرف کی ہے۔ علم اللہ تعالیٰ کی صفت ہے، اللہ تعالیٰ عالم وعلیم ہیں اور علم حاصل کرنے والے کا نام اس فہرست میں لکھا جاتا ہے جس فہرست کے سب سے اوپر اللہ کا نام لکھا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سب سے پہلے حافظ، قاری اور عالم ہیں۔ دنیا آپ کو عالم مانے یہ نہ مانے اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا، دیکھنا تو یہ ہے یہ علم کو پیدا کرنیوالی ذات کی نظر میں عالم (اور حافظ) کون ہے؟ اور اگر غور کریں تو معلوم ہوگا کہ ساری دنیا آپ کو ''عالم'' مانتی ہے اس لیے کہ سائنس پڑھنے والے کو ''سائنس دان'' کہا جاتا ہے، ''عالم'' نہیں کہا جاتا۔ میڈیکل کالج و یونی ورسٹی میں پڑھنے والے کو ''ڈاکٹر'' کہا جاتا ہے، عالم نہیں کہا جاتا۔ انجینئر نگ پڑھنے والے کو ''انجینئر'' تو کہا جاتا ہے، عالم کوئی نہیں کہتا۔ ''لا'' پڑھنے والے کو ''قانون دان'' تو کہا جاتا ہے لیکن عالم نہیں کہا جاتا۔ ''عالم'' صرف اسی کو کہتے ہیں جو کسی مدرسہ میں قرآن وحدیث پڑھتا ہے اور دین کا علم حاصل کرتا ہے۔

حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ علم دین حاصل کرنے والے کا مقام اتنا بلند ہے کہ اگر ترازو اور میزان عدل کے ایک پلڑے میں شہداء کے خون کو رکھا جائے اور دوسرے پلڑے میں اہل علم کے قلم کی سیاہی کو رکھا جائے تو شہیدوں کے خون پر علماء اور اہلِ علم کی سیاہیوں کا وزن بھاری ہو جائے گا۔

کثیر بن قیسؒ نقل کرتے ہیں کہ میں دمشق کی جامع مسجد میں حضرت ابوالدرداءؓ کی خدمت میں موجود تھا، ایک صاحب آئے اور کہا کہ میں آپ کے پاس حضور علیہ السلام کی ایک حدیث سننے آیا ہوں (حالانکہ وہ حدیث انہیں پہلے بھی معلوم اور یاد تھی، یہ بالواسطہ ان سے سنی تھی صرف سند بلند کرنے کے لیے اور صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم حدیث سننے کے لیے آئے۔)

حضرت ابوالدرداءؓ نے فرمایا، بیٹھو! میں تمھیں حضور علیہ السلام کی حدیث سناتا ہوں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی علم حاصل کرنے کے راستے پر چلتا ہے تو وہ جنت کے راستے پر چلتا ہے۔ سبحان اللہ! اور پھر فرمایا، جب کوئی علم کے راستے پر چلتا ہے تو گھر سے روانہ ہوتے ہی پہلے قدم پر ہی (حضور علیہ السلام فرماتے ہیں) آسمان کے فرشتے اور زمین کی تمام مخلوقات حتیٰ کہ دریاؤں کی مچھلیاں اور فضا کے پرندے اس کے لیے دعائے مغفرت کرنے لگ جاتے ہیں اور فرشتے اپنے (رحمت والے) پَر آپ کے پاؤں کے نیچے بچھاتے ہیں، یہ آپ کا اعزاز و اکرام ہے، کسی اور بادشاہ کے لیے، کسی حکومت کے صدر یا وزیر کے لیے یہ اعزاز نہیں ہے، ایسا استقبال صرف دین کے طالب علم کے لیے ہے۔ اخلاص و عمل کے ساتھ علم دین پڑھنے اور پڑھانے سے افضل کوئی کام نہیں ہے۔ حتیٰ کہ نوافل، تہجد، شب بیداری اور عمر بھر کے نفل روزوں سے بھی بڑھ کر افضل کام یہی ہے اور اگر اخلاص اور عمل نہ ہو تو پھر اس سے بڑھ کر بُرا کام بھی کوئی نہیں۔ سب سے پہلے معلم خود اللہ تعالیٰ ہیں۔ فرمایا: وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا وَعَلَّمَكَ مَالَمْ تَكُنْ تَعْلَمْ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا، فرمایا: اَلرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ، خلاصہ یہ کہ سب سے بڑے معلم خود اللہ تعالیٰ ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اِنَّمَا بُعِثْتُ مُعَلِّمًا سب سے مقدس اور اُونچا پیشہ استاذ بننا ہے۔ آپ لوگ زندگی میں استاد بننے کو ہی ترجیح دینا، خواہ نورانی قاعدہ پڑھانے کا موقع ملے، ناظرہ قرآن پڑھاؤ، منطق و نحو کی کتب پڑھاؤ اس لیے کہ شرف اور مرتبہ میں استاذ کا مقام سب سے اعلیٰ ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو یہ فضیلتیں نصیب فرمائے، آمین۔

مدارسِ دینیہ ''مادرِ علمی'' ہیں: یہ مدارس ''مادرِ علمی'' کہلاتے ہیں کیونکہ ہمارے اندر علم کی استعداد تو تھی چونکہ یہ پیدائشی اور فطری طور پر ملتی ہے لیکن علم کی دولت ہمیں ان درسگاہوں اور مدارس سے ملتی ہے، اس کے لیے ادب، محنت، تقویٰ، اخلاص کے ساتھ ساتھ شوق بھی پیدا کریں۔ اپنا مزاج علمی بنائیں، اپنی ترجیحات اور دلچسپیوں کا مرکز ملکی اور عالمی سیاست، جماعتوں کی سرگرمیوں، جلسے جلوسوں اور خارجی چیزوں کو مت بناؤ بلکہ اپنا سارا دھیان، ساری توجہ، مناظرے، بات چیت، چلتے پھرتے اپنی کتاب اور سبق کو اوڑھنا بچھونا بناؤ۔ جب یہ کام کرو گے تب صحیح عالم بنو گے۔

علم کو زندگی کا مقصد بناؤ: آج دنیا کو مولویوں کی نہیں ''علماء'' کی ضرورت ہے۔ آپ نے ماں باپ، گھروں، رشتہ داروں اور گھر کی راحت اور سکون کو چھوڑا ہے تو اتنی بڑی قربانی دے کر آپ فضول کاموں میں وقت ضائع نہ کریں۔ علم کو رسم نہ بناؤ بلکہ علم کو زندگی کا مقصد بناؤ۔ آج پوری دنیا مدرسہ کی تعلیم کے خلاف ہے لیکن اس کے باوجود اگر آپ کے پاس مضبوط علم ہوگا، کردار اور اخلاق کی مضبوطی ہوگی تو بڑے سے بڑے دشمن کو بھی آپ اپنا دوست بنالیں گے اور اپنی اس قوتِ علم سے دنیا کے اس غلط خیال کو تبدیل کردیں گے۔ آج دنیائے کفر کی پوری کوشش ہے کہ مدرسہ کی تعلیم کو بے عزت و بے وقار کردیا جائے۔ میٹرک، ایف اے، بی اے پڑھا ہوا کونسلر، ناظم، ایم پی اے، ایم این اے اور سینیٹر بن سکتا ہے لیکن ۱۶۔۱۷ سال تک دن رات کی محنت کرنے والا عالم دین ان عہدوں کے لیے نااہل قرار پاتا ہے، لیکن ان شاء اللہ ان کوششوں سے علمِ دین بے وقار نہیں ہوگا۔ مذاکرات کے دوران میں نے حکومت پر واضح کیا کہ سرکاری نوکری حاصل کرنے کے لیے اگر آپ انگریزی، اردو اور مطالعہ پاکستان کے مضامین کا سرکاری امتحان پاس کرنے کی شرط لگائیں تو سمجھ میں آتا ہے مگر الیکشن اور عوام کا نمائندہ بننے کے لیے یہ شرط غلط ہے۔ اللہ نے ہمیں بہت بڑا علم عطا فرمایا ہے، ہم کسی شرط کو قبول نہیں کریں گے۔ اسلامی جمہوریہ پاکستان کی اسمبلیوں میں جانے کے لیے اور قانون سازی کے

لیے ''علمِ دین'' کا حامل ہونا ضروری ہونا چاہیے، عوامی نمائندوں کے لیے پڑھا لکھا ہونا ضروری ہے تو ہم الحمدللہ پڑھے لکھے ہیں، باقی سرکاری نوکریوں کے لیے ہمیں کوئی ضرورت نہیں اور اس کے لیے حکومت کو پریشان ہونے کی بھی ضرورت نہیں۔ ہمارا ماضی روشن ہے اور حال بہتر ہے اور ان شاء اللہ مستقبل بھی اچھا اور شاندار ہوگا۔ آج بھی ساری دنیا میں امریکہ، افریقہ، برطانیہ، متحدہ عرب امارات، سعودی عرب وغیرہ تمام ممالک کے مسلمان اپنے بچوں کو دینی تعلیم دلوانے کے لیے پاکستان کا انتخاب کرتے ہیں۔ بچپن سالہ تاریخ میں تم (دنیا داروں اور حکمرانوں) نے پاکستان کو پسماندہ ملک بنایا، صنعتی اعتبار سے، تجارتی اعتبار سے، سائنسی اعتبار سے، جدید ٹیکنالوجی کے اعتبار سے، امن وامان کے اعتبار سے اور معیشت کے اعتبار سے ہمیشہ پسماندہ ملک بنایا، قرضے لینے والا، ہاتھ پھیلا کر مانگنے والا ہی بنایا جب کہ ان مدارس کے علماء نے ساری دنیا کے مسلمانوں کو علم دینے والا بنایا، علماء نے اسے مثالی ریاست، ملک اور قابلِ فخر اور ترقی یافتہ ملک بنا کر دکھایا ہے۔

غیر ملکی طلبہ پاکستان کے سفیر ہیں: آج تم (اربابِ اقتدار) یہ پابندی لگاتے ہو کہ مدارس میں علم دین حاصل کرنے کے لیے کوئی غیر ملکی طالب علم نہیں آسکتا۔ میں اپنے ان بزرگوں کی موجودگی میں رب کعبہ کی قسم کھا کر مسجد میں کہتا ہوں کہ ہم آپ کی اس پابندی کو ہرگز قبول نہیں کریں گے۔ یہ پاکستان کے ریاستی تشخص کو ختم کرنے کی سازش ہے، پاکستان کو دین کے رضا کاروں اور سفیروں سے محروم کرنے کی سازش ہے، دنیا کی مساجد و مدارس میں پاکستان کا تعارف ختم کر کے پاکستان کو ان سپاہیوں سے محروم کرنا چاہتے ہو۔ میں نے علی الاعلان کہا ہے کہ جن مدارس میں غیر ملکی طلبہ کو داخلہ نہ ملے تو میں ان کے مہتمم صاحبان سے داخلہ لینے کی سفارش کروں گا اور اگر حکومت پاکستان نے گرفتار کرنے کی کوشش کی تو انشاء اللہ سب سے پہلے ہم گرفتاریاں دیں گے۔

علم کی کوئی سرحد نہیں ہوتی: یہ پابندی علم کی ہے جب کہ علم کی کوئی سرحدیں نہیں ہوا کرتیں۔ علم کسی جغرافیہ کا پابند نہیں ہوا کرتا، یہ انسانی حقوق پر پابندی ہے۔ مجھے افسوس ہے کہ انسانی حقوق کا ڈھنڈورا پیٹنے والی ملکی و عالمی تنظیمیں اور تعلیم کو عام کرنے کے دعویٰ کرنے والے، طالبانِ افغانستان پر علم کی پابندی لگانے کا الزام لگانے والے تمام ادارے اور تنظیمیں آج کیوں خاموش ہیں کہ حکومت پاکستان علم پڑھنے پر پابندی کیوں لگا رہی ہے؟ ایک طرف تو علم حاصل کرنے کے لیے سفر کرنے اور چین تک جانے کی روایت ذکر کرتے ہو اور دوسری طرف یہاں پابندیاں لگاتے ہو، یہ دوہرا معیار کیوں؟

تم نے پاکستان کو مقروض بنایا، پاکستان کو لوٹا، پاکستان کو بھکاری بنایا اور تم نے پاکستان کو عالمی اداروں سے مانگنے والا بنایا جب کہ مدارس کے ان علماء نے ساری دنیا کو علم دینے والا بنایا، ہر گاؤں میں، ہر شہر میں کچے پکے علاقوں میں دینی مدارس قائم ہیں، بخاری شریف پڑھائی جارہی ہے۔ ان شاء اللہ یہ مدارس باقی رہیں گے کیونکہ اسلام کی بقاء اور اشاعت کا سب سے بڑا ذریعہ یہی دینی مدارس ہیں۔ ''مدارس'' مراکز ہیں رُشد و ہدایت کے، اس لیے آپ طلبہ سے گزارش ہے کہ علم پر ہی ساری توجہ مرکوز رکھیں۔ علم حاصل کرو تاکہ دنیا کے مسائل اور چیلنجوں کا مقابلہ کرسکو۔ ''علم والے'' بادشاہوں پر حکومت کرتے ہیں۔ ان شاء اللہ دنیا آپ کا کچھ نہیں بگاڑ سکے گی۔ یہ ترقی کا سفر ہے اور مدارس ترقی کا مرکز ہیں۔ ان شاء اللہ ترقی ہوتی رہے گی، آج مدارس میں طلبہ کی تعداد میں اضافہ بھی ہوتا جارہا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اَلْعِلْمُ سَلَاحِیْ یہ ایٹم بم سے زیادہ طاقتور ہے، علم مضبوط کرو، فقاهة فی الدین میں مہارت حاصل کرو۔ ☆☆☆